سوال

(186) بینکوں کے سودی معاملات کو حلال سمجھنے والوں کی تردید

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیاایک بکری کی اس طرح بیع جائز ہے کہ مثلاً بیس سال یا اس سے زیادہ مدت بعد دو یا تین بکریاں دی جائیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

میں نے وہ مقالہ دیکھا ہے جسے ڈاکٹر ابراہیم بن عبداللہ ناصر نے ''بینکوں کے بارے میں اسلامی شریعت کا موقف'' کے زیر عنوان لکھا ہے اس مقالہ کے مطالعہ س معلوم ہواکہ انہوں نے پیچیدہ اسلوب، کمزوردلائل اورباطل شبہات کے ساتھ اس سود کو حلال قراردینے کی کوشش کی ہے ،جسے اللہ تعالی نے حرام قراردیا ہے لہذا مجھ پر یہ واجب ہے کہ میں یہ واضح کردوں کہ اس مقالہ کے مندرجات باطل ہیں اورکتاب وسنت اور علماء امت کے اس اجماع کے خلاف ہیں کہ جس کی روسے سودی معاملات حرام ہیں۔ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ ان شبہات کو دورکردوں اس مقالہ نگارنے پش کیاہے اورربا الفضل اورربا النسیئہ کو حلال قراردینے کےلئے اس نے جن دلائل کا سہارالیا ہے ،وہ سب باطل ہیں۔ مقالہ نگار کا خیال ہے کہ سودکی صرف ایک ہی صورت حرام ہے اوراس مراد وہ ہے جو ربا الجاھلیۃ کے نام سے مشہور ہےاوراس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب قرض اداکرنے کا وقت آتا ہے تو قرض دینے والا تنگ دست مقروض سے یہ کہتاہے کہ تمہیں یا تو میرا قرض اداکرنا پڑے گا یا اس پر سود دینا پڑے گا۔ ڈاکٹر ابراہیم کے نزدیک سودکی صورتوں میں سے صرف یہ ایک صورت حرام ہے اوراس کے سوا باقی سب صورتیں حلال ہیں جیسا کہ ان کے مقالہ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے، میں ان شاء اللہ تعالی اس مسئلہ کو شافی انداز سے بیان کروں گاتاکہ حق واضح اورباطل نابودہوجائے گا۔

واللہ المستعان وعلیہ التکلان' ولا حول ولا قوة الا باللہ

اولا : ابراہیم نےاپنے مقالہ کے آغاز ہی میں یہ لکھا ہے کہ ''بات یہ ہے کہ اقتصادی قوت کے بغیر اسلامی قوت حاصل نہیں ہوسکتی اوربینکوں کے بغیر اقتصادی قوت حاصل نہیں ہوسکتی اوربینک سود کے بغیر نہیں چل سکتے۔'

اس بات میں پہلے مقدمہ کو تسلیم کیا جاسکتا ہے کیونکہ ہر جگہ بسنے والے مسلمانوں پر یہ واجب ہے کہ وہ اللہ تعالی کے مقررکردہ طریقوں کے مطابق اپنی اسلامی اقتصادیات کی طرف توجہ مبذول کریں تاکہ ان کےلئے ان امورکواداکرنا ممکن ہوجواللہ تعالی نے ان کےلئے واجب قراردیئے ہیں اوران امورکووہ ترک کرسکیں جواللہ تعالی نے ان کےلئے حرام قراردیئے ہیں ،اقتصادی استحکام ہی س ان کےلئے دشمن کے مقابلہ کی تیاری اوراس کی پرفریب اورخطرناک چالوں سے بچنا ممکن ہوگا۔

ارشادباری تعالی ہے :

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ... ٢ ... سورة المائدة

''اور نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو۔''

نیز فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ... ١ ... سورة المائدة

''اے ایمان والو!اپنے اقراروں (عہدوپیمان) کو پورا کرو۔''

مزید فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ فَإِن كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ ۖ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ ۚ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا ۚ وَلَا تَسْأَمُوا أَن تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا ۖ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا ۗ وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۚ وَلَا يُضَارَّ... ٢٨٢ ... سورة البقرة

''اے ایمان والو!جب تم آپس میں کسی میعاد معین کے لئے قرض کا معاملہ کرنے لگو تو اس کو لکھ لیا کرو اور لکھنے والے کو چاہیئے کہ (کسی کا نقصان نہ کرے بلکہ) تمہارا آپس کا معاملہ انصاف سے لکھے اور لکھنے سے انکار بھی نہ کرے،جس طرح اللہ تعالی نے اسے سکھایا ہے پس اسے بھی لکھ دینا چاہیئے اور جس کے ذمہ حق ہو وہ (یعنی مقروض) لکھوائے اور اللہ تعالی سے ڈرے جو اس کا پروردگار ہے اور حق میں سے کچھ کم نہ کرے (یعنی اس کے ذمہ جو قرض ہے وہ پورا لکھوائے،کم نہ لکھوائے۔۔۔۔۔)ہاں اگر سودا دست بدست ہو جو تم آپس میں لیتے دیتے ہو،تو اگر (ایسے معاملے کی) دستاویز نہ لکھو تو تم پر کچھ گناہ نہیں اور جب خرید و فروخت کیا کرو تو بھی گواہ بنا لیا کرو اور کاتب دستاویز اور گواہ (معاملہ کرنے والوں کا) کسی طرح نقصان نہ کریں۔''

اور فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ ... ٢٩ ... سورة النساء

''مومنو!ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاو ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو (اور اس سے مالی فائدہ حاصل ہو جائے تو وہ جائز ہے۔)''

اور فرمایا:

وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ ... ٦٠ ... سورة الانفال

''اور جہاں تک ہوسکے ان کے (مقابلے) کے لئے مستعد رہو۔''

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات ہیں،جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے بندوں کی اس طرف رہنمائی فرمائی ہے کہ وہ ان امور میں آپس میں تعاون کریں،جو دین اور دنیا کے اعتبار سے ان کے لئے منفعت بخش ہوں،اللہ تعالی نے مسلمانوں کو یہ بھی حکم دیا ہے کہ وہ نیکی وتقوی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کریں اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں تعاون نہ کریں،اللہ سبحانہ وتعالی نے عہدوپیمان کے پورا کرنے کا بھی حکم دیا ہے،شرعی طریقے سے ثابت حقوق کے ادا کرنے کا حکم دیا ہے،باطل طریقے سے لوگوں کے مال

کھانے سے منع کیا ہے دشمن کے مقابلہ کےلئے مقدور بھر تیاری کا حکم دیا ہے،اللہ تعالی کے ان احکام پر عمل پیرا ہونے سے ہی مسلمانوں کی معاشی حالت درست ہوگی،ان کے مال ودولت ثمر آور ہوں گے،منافع حاصل ہوں گے اور مسلمانوں کےلئے یہ ممکن ہوگا کہ وہ اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کو ایسے طریقوں سے پورا کر سکیں،جن کو اللہ تعالی نے جائز قرار دیا ہے،اسی طرح اللہ تعالی نے مسلمانوں کو بہت سی آیات میں کذب،خیانت،جھوٹی گواہی دینے ، سچی گواہی چھپانے ، باطل طریقے سے دوسروں کے مال کھانے اور انہیں حکام کی خدمت میں پیش کرنے سے منع کیا ہے تاکہ وہ حق کی بجائے ظالمانہ فیصلہ نہ کریں خصوصا اللہ تعالی نے امانت کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اور امانت کے ادا کرنے کے بارے میں حکم دیتے ہوئے فرمایا :

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا... **58** ... سورة النساء

''تحقیق اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کردیا کرو۔''

اور فرمایا :

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا... **72** ... سورة الاحزاب

''ہم نے (بار) امانت کو آسمانوں،زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کردیا اور اس سے ڈرگئے۔''

اللہ تعالی نے امانت میں خیانت کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ **27** ... سورة الانفال

''اے ایمان والو!نہ تو اللہ اور اس کے رسول کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو۔''

اللہ تعالی نےاپنے مومن بندوں کی سورۃ''المومنون''اور سورۃ''المعارج''میں تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ وہ امانتوں اور وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالی ہے :

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ **8** ... سورة المؤمنون

''اور جو امانتوں اور اقراروں کو ملحوظ رکھتے ہیں۔''

جب مسلمان اس تعلیم وارشاد کو اپنالیں گے،آپس میں ایک دوسرے کو اس کی تلقین کریں گے اور اسے صدق دل سے قبول کرلیں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ان کے حالات کی اصلاح فرمادے گا،ان کے اعمال اور ان کے مال ودولت میں برکت فرمائے گا،انہیں ان کے مقاصد میں کامیابی سے ہمکنار کرے گا اور انہیں دشمنوں کے مکروفریب اور ان کی چالوں سے محفوظ رکھے گا،چنانچہ ان باتوں کی اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل ارشادات میں تلقین فرمائی ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ **119** ... سورة التوبة

''اے اہل ایمان!اللہ سے ڈرتے رہو اور راست بازوں کے ساتھ رہو۔''

اور فرمایا :

یٰاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ بِالۡقِسۡطِ شُہَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوۡ عَلٰۤی اَنۡفُسِکُمۡ اَوِ الۡوَالِدَیۡنِ وَالۡاَقۡرَبِیۡنَ اِنۡ یَّکُنۡ غَنِیًّا اَوۡ فَقِیۡرًا فَاللّٰہُ اَوۡلٰی بِہِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الۡہَوٰۤی اَنۡ تَعۡدِلُوۡا وَاِنۡ تَلۡوٗۤا اَوۡ تُعۡرِضُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرًا ۱۳۵ ... سورة النساء

''اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور اللہ کے لئے سچی گواہی دو خواہ (اس میں) تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی ہو، اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو اللہ ان کا خیر خواہ ہے پس تم خواہش نفس کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا۔ اگر تم نے کج بیانی کی یا پہلو تہی کی تو (جان رکھو) اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔''

اور فرمایا :

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ لِلّٰہِ شُہَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ ۫ وَلَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا ۟ ہُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی ۫ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ۸ ... سورة المائدة

''اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو، انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔''

اور ارشاد گرامی ہے :

وَاَعِدُّوۡا لَہُمۡ مَّا اسۡتَطَعۡتُمۡ ۶۰ ... سورة الانفال

''اور جہاں تک ہوسکے ان کے (مقابلے) کے لئے مستعد رہو۔''

اور فرمایا :

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا خُذُوۡا حِذۡرَکُمۡ ... ۷۱ ... سورة النساء

''اے ایمان والو اپنے بچاؤ کا سامان (ہتھیار) لے لیا کرو۔''

اس مضمون کی آیات بے شمار ہیں، یہ بات تو تھی ڈاکٹر ابراہیم کے پہلے مقدمہ کے بارے میں اور باقی رہا ان کا دوسرا اور تیسرا مقدمہ اور یہ کہ ''بینکوں کے بغیر اقتصادی قوت حاصل نہیں ہوسکتی اور بینک سود کے بغیر نہیں چل سکتے۔'' تو یہ دونوں مقدمے باطل ہیں وہ شرعی دلائل جو ہم نے قبل ازیں بیان کئے ہیں نیز نبی ﷺ کے عہد سے لے کر بینکوں کے وجود میں آنے تک کا مسلمانوں کا عمل ان دونوں مقدموں کے باطل ہونے پر دلالت کرتا ہے، چنانچہ گزشتہ صدیوں میں جن کی تعداد تیرہ سے بھی زیادہ ہے مسلمانوں کی اقتصادیات بینکوں کے وجود اور سودی کاروبار کے بغیر ہی مستحکم تھی، ان کی ثروت و دولت بار آور تھی، معاملات درست تھے، انہوں نے شرعی احکام کی پابندی کر کے بہت سے منافع حاصل کئے اور بے حد و حساب مال کمائے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے دشمنوں پر فتح و نصرت عطا فرمائی، انہوں نے دنیا کے اکثر و بیشتر علاقے پر حکومت کی، بندگان الٰہی پر اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مطابق حکمرانی کی کہ اس دور میں بینکوں کا وجود تھا نہ سودی معاملات بلکہ مقالہ نگار جناب ابراہیم کی رائے کے برعکس بینکوں کا یہ سودی نظام مسلمانوں میں تفریق کا سبب بنا ہے، اس سے ان کی اقتصادیات تباہ ہو گئی ہے، آپس میں حسد بغض پیدا ہو گیا نیز اتفاق و اتحاد ختم ہو گیا ہے کیونکہ سودی معاملات کا نتیجہ حسد و بغض، عداوت، برکت سے محرومی اور سزاؤں کے اترنے کی صورت میں برآمد ہوتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے :

یَمۡحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرۡبِی الصَّدَقٰتِ ۲۷۶ ... سورة البقرة

''اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقے (خیرات) کو بڑھاتا ہے۔''

کیونکہ سود کے سبب قرض کی رقم میں جو دوگنا چوگنا اضافہ ہوجاتا ہے وہ حسد و بغض اور دشمنی کا سبب بنتا ہے اور پھر اس کے سبب بزدلی وکم ہمتی پیدا ہوتی ہے محنتوں اور مفید منصوبوں میں کمی آجاتی ہے کیونکہ سرمایہ دار کام کاج کرنے، مفید منصوبوں اور صنعت وزراعت میں سرمایہ لگانے کی بجائے، سود کے زریعےاپنے سرمایہ کو بڑھانا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نےاپنے بندوں کےلئے کئی قسم کے معاملات کو جائز قرار دیا ہے جن کے زریعے وہ منافع بھی کما سکتے ہیں اور اپنی دولت کو بڑھا بھی سکتے ہیں، معاشرہ کےلئے منفعت بخش کاموں میں تعاون کرسکتے ہین اور بے روزگار لوگوں کو روزگار بھی فراہم کرسکتے ہیں اور سود، گمراہی اور مختلف قسم کی ناپاک کمائی سے بھی بچ سکتے ہیں، چنانچہ ان معاملات میں سے مضاربت اور شراکت کی وہ صورتیں ہیں جو معاشرہ کےلئے مفیدہیں نیز مضاربت ومشارکت کی بنیاد پر قائم کی جانے والی وہ فیکٹریاں ہیں جو لوگوں کی ضرورت کےلئے اسلحہ، لباس، برتن اور کارپٹ (قالین) وغیرہ تیار کرتی ہیں۔ اسی طرح زراعت کی کئی قسمیں ہیں، جن کو بروئے کار لا کر زمین سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، اس سے معاشرہ کے فقراء وغیرہ کو بھی فائدہ پہنچتا ہے، اس سے ہر وہ شخص جس میں ادنیٰ سی بھی بصیرت ہو یہ جان سکتا ہے کہ سودی بینک مستحکم اقتصادیات اور مصالح عامہ کے خلاف ہیں۔ آج ہمیں جو تباہی وبربادی، سستی ونامرادی، برکت سے محرومی، دشمنوں کا غلبہ وتسلط، مختلف قسم کی سزائیں، بھیانک اور خوفناک نتائج نظر آرہے ہیں، ان کا ایک بڑا سبب سود بھی ہے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو ان خرابیوں سے محفوظ رکھے اور انہیں بصیرت وحق پر استقامت عطا فرمائے۔

ثانیا: ڈاکٹر ابراہیم نے لکھا ہے کہ ''ہماری معاشیات میں بینکنگ سسٹم کی وہ اہمیت ہے جو انسانی جسم مین دل کی اہمیت ہے۔''

جواب نہیں یہ بات نہیں ہے بلکہ کہنا یوں چاہئے کہ بینکنگ کا یہ سسٹم ہمیں سود کی طرف دھکیلتا چلا جارہا ہے حالانکہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے جیساکہ گزشتہ ادوار میں خصوصا مسلمانوں کے سنہری دور میں بینکوں اور سودی کاروبار کے بغیر بھی ہماری معاشی حالت بہت مضبوط و مستحکم اور سود سے پاک تھی جیساکہ قبل ازیں ارشاد کیا گیا ہے، اس دور میں اللہ تعالیٰ نےاپنے دین کی مدد فرمائی، مسلمانوں کے کلمہ کو سربلندی عطا کی، آسمان سے ان کےلئے رحمتوں کا نزول ہوا اور زمین نے ان کےلئے بے حدوحساب رزق اگایا جو ان کی ضرورتوں کےلئے کافی تھا، جس نے انہیں دوسروں سے بے نیاز کردیا، اوراسی طرح دشمن کے ساتھ جہاد کرنا ممکن ہوا اور پھر حرام کی بجائے یہ رزق حلال ہی ان کی حاجتوں اور ضرورتوں کےلئے کافی شافی تھا، جو شخص بھی نبی ﷺ کے عہد مبارک سے لے کر سودی بینکوں کے وجود میں آنے تک کی اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرے گا وہ مذکورہ بالاحقائق کو یقینی طور پر معلوم کرلے گا اور یہ بھی جان لے گا کہ آج مسلمانوں اور غیر مسلموں کی جو اقتصادی حالت ابتر ہے اور خیر وبرکت سے محروم ہیں تو اس کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی شریعت سے منحرف ہوگئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کےلئے جو واجب قرار دیا تھا، اسے ادا نہیں کررہے اور باہمی معاملات کے بارے میں اس اسلوب کو اختیار نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ نےاپنے بندوں کےلئے مقرر فرمایا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مخالف اعمال کے سبب یہ آلام ومصائب میں گھرے ہوئے اور طرح طرح کی تباہیوں اور بربادیوں سے دوچار ہیں جیساکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَما أَصـٰبَكُم مِن مُصيبَةٍ فَبِما كَسَبَت أَيديكُم وَيَعفوا عَن كَثيرٍ ٣٠ ... سورة الشورىٰ

''اور جو مصیبت تم پر واقع ہوتی ہے، سو تمہارے اپنے اعمال کی وجہ سے ہے اور وہ بہت سے گناہ تو معاف کردیتا ہے۔''

اور فرمایا:

وَلَوأَنَّ أَهلَ القُرىٰ ءامَنوا وَاتَّقَوا لَفَتَحنا عَلَيهِم بَرَكـٰتٍ مِنَ السَّماءِ وَالأَرضِ وَلـٰكِن كَذَّبوا فَأَخَذنـٰهُم بِما كانوا يَكسِبونَ ٩٦ ... سورة الاعراف

''اگران بستیوں کے لوگ ایمان لے آتے اور پرہیز گار ہوجاتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکات (کے دروازے) کھول دیتے مگر انہوں نے تو تکذیب کی، سو ان کے اعمال کی سزا میں ہم نے ان کو پکڑ لیا۔'' نیز فرمایا:

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأَدْخَلْنَاهُمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِم مِّن رَّبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِم مِّنْهُمْ ﴿٦٦﴾... سورة المائدة

''اوراگراہل کتاب ایمان لاتے اورپرہیز گاری اختیارکرتے توہم ان سے ان کے گناہ محو کردیتےاوران کو نعمت کے باغوں میں داخل کرتے اوراگر وہ تورات اورانجیل کو اورجو(اورکتابیں)ان کے پروردگارکی طرف سے نازل ہوئیں ان کوقائم رکھتے(توان پررزق کی بارش کی طرح برستا)البتہ وہ اپنے اوپر(آسمان)سے اورنیچے(زمین)سے کھاتے۔''

مزید فرمایا:

﴿وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا ﴿٢﴾ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ... ﴿٣﴾... سورة الطلاق

''اورجوکوئی اللہ سے ڈرے گا،وہ اس کےلئے(رنج ومحن سے)مخلصی کی صورت پیداکرے گااوراس کوایسی جگہ سے رزق دے گاجہاں سے(وہم و)گمان بھی نہ ہوگااورجواللہ پر بھروسہ رکھے گاتووہ اس کوکفایت کرے گا۔''

اورفرمایا:

﴿وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ﴿٤﴾... سورة الطلاق

''اورجوشخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے گاتواللہ تعالیٰ اس کے کام میں سہولت پیداکردے گا۔''

ثالثا:ابراہیم نےاپنے مقالہ میں یہ بھی لکھاہے کہ''اس سوال کاہمیں اب تک جواب نہیں ملاکہ فائدہ کےلئےاقتصاری سرگرمیوں کوفقہاءاسلام کس نظرسے دیکھتے ہیں؟اگرفائدہ کے لئےقرض دیاجائےتووہ ان کی نظرمیں کیوں حرام ہے۔۔۔۔۔''الخ۔

جواب یہاں سے لے کرانہوں نےاپنے مقالہ کے آخرتک جوذکرکیاہے اس کے جواب میں یہ کہاجاسکتاہے کہ تمام فقہاء علماء اسلام نے سودکاجائزہ لیااوراسے حرام قراردیاہے کیونکہ رسول اللہ ﷺکی صحیح احادیث سے سودکی حرمت ثابت ہے،

رسول اللہ ﷺکی یہ احادیث مستفیض(مشہور)ہیں،ان میں کوئی ابہام بھی نہیں اوریہ قطعی طورپرصراحت کے ساتھ دلالت کناں ہیں کہ مال کے اسی جنس کے ساتھ اضافہ کی صورت میں خواہ یہ اضافہ کتناہوی کم کیوں نہ ہو،صریحاسودہےجوحرام ہےلیکن مقالہ نگارنے۔۔۔اللہ تعالی اسےہدایت عطافرمائےاوررشدوبھلائی سے نوازے۔۔۔۔ان تمام احادیث سے اعراض کیاہے،ان کی طرف قطعاالتفات نہیں کیااورقرآن کریم میں وارد مجمل رباکے بارے میں بات کی ہےاورپورازورصرف کرکے یہ ثابت کرنےکی کوشش کی ہے کہ سودکی صرف ایک ہی صورت ہےاوروہ یہ کہ جب تنگ دست مقروض اپنے قرض کے اداکرنے سے عاجزوقاصرہوتوقرض دینے والے سے معین فائدہ کی شرط کی بنیادپرمزیدمہلت لےلے،یہ ان کی تحقیق کاخلاصہ ہےاوراس کے علاوہ سودکی دیگرتمام صورتوں کواس بنیادپرحلال قراردینےکی کوشش کی ہے کہ ان کے خیال میں لوگوں کوان تمام صورتوں میں لین دین کرنےکی ضرورت ہےاوربندوں کی مصلحتیں ان سودی معاملات کے بغیرمکمل ہی نہیں ہوسکتیں جن پربینکنگ کے نظام کاانحصارہے۔مقالہ نگارنےاپنے مؤقف کی تائیدمیں موفق ابن قدامہ،شیخ الاسلام ابن تیمیہ اورعلامہ ابن قیم کے مجمل کلام کے بعض حوالوں سے بھی استدلال کرتے ہوئےکہاہے کہ شرع شریف ان مصلحتوں سے منع نہیں کرتی جوکسی کونقصان پہنچائے بغیرمسلمانوں کےلئےمنفعت بخش ہوں بشرطیکہ وہ شریعت مطہرہ کے نصوص کے خلاف نہ ہوں۔ان ائمہ کرام کایہ کلام مقالہ نگارکے موقف کی دلیل نہیں بن سکتاکیونکہ ائمہ کرام اوردیگرحضرات نے اس اندازسے جن مصالح کی بابت بات کی ہے تواس سے مرادوہ مصالح ہیں،جن کی شریعت میں ممانعت نہ ہویعنی یہ بات ایسے اجتہادی مسائل کے بارے میں ہےجن کے متعلق کوئی ایسی نص نہ ہوجس سے حکم شریعت کی وضاحت ملتی ہولیکن اس مسئلہ کے بارے میں یہ صورت حال نہیں ہے کیونکہ نبی ﷺکی بہت سی صحیح احادیث اس بات پردلالت کرتی ہیں کہ سودکی دونوں صورتیں ربالفضل اورربالنسیئہ حرام ہیں۔بعض اہل علم نے ذکرکیاہے کہ ربالفضل کی حرمت،تحریم وسائل کے باب سے ہے کیونکہ کوئی عقل مندبھی کسی چیزکواسی کی جنس کے ساتھ دست بدست اضافہ کی صورت میں نہیں بیچتاکیونکہ اضافہ توصرف اسی صورت میں ہوسکتاہے جب

کہ معاوضہ میں دی جانے والی چیز کو تاخیر سے ادا کیا جائے یا دونوں میں سے ایک دوسری زیادہ قیمتی ہو۔ صحابہ کرام کے لئے رضی اللہ عنہم نے جب ردی کھجور کے دوصاع کو نفیس کھجور کے ایک صاع کے بدلہ میں بیچا اور نبی کریم ﷺ کو بتایا تو آپؐ نے فرمایا ''اوہ! یہ تو خالص سود ہے، یہ تو خالص سود ہے اس طرح نہ کرو۔'' (متفق علیہ) اور صحیحین میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''سونے کو سونے کے ساتھ نہ بیچو الایہ کہ وہ برابر ہو اور بعض کو بعض سے کم یا زیادہ نہ کرو اور غائب کو حاضر کے ساتھ نہ بیچو۔''

صحیح مسلم میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گندم گندم کے بدلے، جو جو کے بدلے کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے جب کہ یہ اشیاء ایک جیسی ہوں، برابر ہوں اور دست بدست ہوں اور اگر اصناف مختلف ہوں تو پھر جس طرح چاہو بیچو جب کہ وہ دست بدست ہوں۔'' اس مضمون کی بہت سی احادیث صحیحین اور دیگر کتب موجود ہیں۔

حدیث اسامہ نم زیدؓ میں نبی ﷺ کا جو یہ ارشاد ہے کہ ''سود صرف ادھار ہی میں ہے۔'' تو اہل علم کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ سود کی اکثر و بیشتر صورتوں کا تعلق ادھار سے ہے، اس سے آنحضرت ﷺ کی یہ مراد نہیں ہے کہ سود کی تمام صورتوں کا تعلق ادھار ہی سے ہے جیساکہ مذکورہ دونوں احادیث اور ان کی ہم معنی دیگر صحیح حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سودی معاملات کا تعلق ربا الفضل سے بھی ہے اور ربا النسیۃ سے بھی۔ جو شخص بینک کے سودی کھاتوں میں رقم جمع کراتا ہے وہ اور بینک دونوں معاملوں یعنی ادھار اور سود کو یکجا کر دیتے ہیں اور اس طرح گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔

سود ادا کرنے والا کبھی محتاج بھی ہوتا ہے تو صرف اس کی محتاجی ہی سود کی حرمت کی موجب نہیں ہے بلکہ یہ اس لئے حرام ہے کہ اس عقد میں سود بھی ہے اور تنگدست پر ظلم بھی کہ اسے ظلم سے سود ادا کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے جب کہ وہ اصل رقم کے ادا کرنے سے بھی عاجز و قاصر ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس موالمہ کی حرمت اور گناہ میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ واجب تو یہ تھا کہ تنگدست کو مہلت دی جاتی اور اسے اس سود پر مجبور نہ کیا جاتا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ قرض لینے اور دینے والے کے سودی معاملے کے نفع میں شریک ہونے سے سودی معاملہ حرام کی بجائے حلال نہیں ہو جاتا اور نہ اس سے یہ معاملہ شرعی بن جاتا ہے کہ اس میں سود جائز ہو کیونکہ شارع حکیم نے اس کی طرف التفات نہیں کیا بلکہ سود کو مطلقا حرام قرار دیا ہے جیساکہ رسول اللہ ﷺ کی بہت سی احادیث سے ثابت ہوتا ہے، جن میں سے کچھ قبل ازیں بیان کی جاچکی ہیں۔ اگر سود ہر رقم حاصل کرنے والے کے فائدہ اٹھانے سے سود حلال ہوتا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے قرآن کریم میں بیان فرمادیتا یا اسے اپنے رسول امین علیہ من ربہ افضل الصلوۃ والتسلیم کی زبانی بیان فرمادیتا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَنَزَّلنا عَلَيكَ الكِتـٰبَ تِبيـٰنًا لِكُلِّ شَىءٍ وَهُدًى وَرَحمَةً وَبُشرىٰ لِلمُسلِمينَ ٨٩ ... سورة النحل

''اور ہم نے تم پر (ایسی) کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) ہر چیز کا (مفصل) بیان ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت، رحمت اور بشارت ہے۔''

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی مبعوث فرمایا، اس پر یہ فرض تھا کہ اپنے علم کے مطابق اپنی امت کی خیر کی طرف رہنمائی کرے اور اپنے علم کے مطابق اپنی امت کو شر سے ڈرائے۔'' اور ہمارے نبی کریم ﷺ تو تمام رسولوں سے افضل، بلاغ کے اعتبار سے اکمل اور بیان کے اعتبار سے سب سے بڑھ کر تھے، اگر معین فائدہ کے ساتھ معاملہ جائز ہوتا یعنی اگر قرض لینے والے کے فائدہ کی صورت میں سود جائز ہوتا تو اسے نبی کریم ﷺ امت کے لئے بیان فرمادیتے اور اس کے حکم کو واضح فرمادیتے بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صریح احادیث میں اس کی حرمت بیان فرمائی، اس سے بچنے کی تلقین کی اور اس کے ارتکاب پر وعید سنائی ہے اور یہ حقیقت معلوم ہے کہ سنت صحیحہ قرآن کریم کی تفسیر اور اس کے مخفی مقامات کی تشریح و توضیح ہے جیساکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ النحل میں ارشاد فرمایا ہے:

وَأَنزَلنا إِلَيكَ الذِّكرَ لِتُبَيِّنَ لِلنّاسِ ما نُزِّلَ إِلَيهِم وَلَعَلَّهُم يَتَفَكَّرونَ ٤٤ ... سورة النحل

''اور ہم نے آپ پر ذکر اور نصیحت (قرآن) نازل کیا تاکہ آپ لوگوں پر ان تعلیمات کو واضح کردیں جو ان کی جانب نازل کی گئی ہیں اور تاکہ وہ غور و فکر کریں۔''

اور فرمایا :

وَمَآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَـٰبَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوا فِيهِ ۙ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ٦٤ ... سورة النحل

''اور ہم نے آپ پر کتاب اس لئے نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں پر ان چیزوں کو کھول کر واضح بیان کردیں جن میں ان کو اختلاف ہے اور یہ کتاب مومنوں کے لئے سامان ہدایت اور باعث رحمت ہے ۔''

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات ہیں ۔ ڈاکٹر ابراہیم نے شیخ رشید رضا کے حوالے سے جو یہ ذکر کیا ہے کہ انہوں نے سیونگ بینک کے سود کو جائز قرار دیا ہے تو یہ ان کی غلطی ہے اور اس مسئلہ میں ان کے اس غلط مؤقف کو قبول کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ دلیل ان کے اور ہر اس شخص کے خلاف ہے جو اپنی رائے اور اجتہاد سے نصوص کی مخالفت کرتا ہے اور اصول میں یہ بات طے شدہ ہے کہ نصوص موجود ہوں تو ان کے مقابلہ میں کسی کی رائے اور کسی کے اجتہاد کی کوئی اہمیت نہیں ہے بلکہ رائے اور اجتہاد سے تو ان مسائل میں کام لیا جاتا ہے جن کے بارے میں کوئی نص موجود نہ ہو، تو اس صورت میں جس کا اجتہاد صحیح ہوگا اسے دوگنا ثواب ملتا ہے اور جس کا اجتہاد غلط ہوا سے بھی ایک ثواب ملتا ہے بشرطیکہ وہ اجتہاد کا اہل ہو اور طلب حق کے لئے وہ اپنی پوری استعداد اور صلاحیت سے کام لے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''جب کوئی حاکم فیصلہ کرے ، اجتہاد سے کام لے اور اس کا اجتہاد صحیح ہو تو اسے دوگنا اجر ملے گا اور جب وہ فیصلہ کرے ، اجتہاد سے کام لے اور اس کا اجتہاد غلط ہو تو اسے ایک اجر ملے گا ۔'' (متفق علیہ ، بروایت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور صحیح مسلم میں یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے) اور وہ مسائل جن کے بارے میں قرآن کریم یا سنت رسول ﷺ میں نص موجود ہو تو اس نص کی مخالفت میں کسی کے لئے اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں ہے ، بلکہ واجب یہ ہے کہ اس نص کو مضبوطی سے تھام لیا جائے اور اس کے تقاضا کے مطابق عمل کیا جائے ، چنانچہ اس اصول پر تمام اہل علم کا اجماع ہے ۔

واللہ المستعان ُ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ

رابعا : ڈاکٹر ابراہیم نے اپنے مقالہ کے آخر میں لکھا ہے کہ ''خلاصہ بحث یہ ہے کہ اس سود جسے اللہ تعالی نے قرآن کریم میں حرام قرار دیا ہے اور بینکوں کے معاملات کے درمیان اس واضح مقارنہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بینکوں کے معاملات ان سودی اعمال سے قطعا مختلف ہیں جن سے قرآن کریم نے منع کیا ہے کیونکہ یہ جدید معاملات ہیں اور یہ ان نصوص قطعیہ کے حکم کے تابع نہیں ہیں جن کا حرمت سود کے سلسلہ میں قرآن کریم میں ذکر آیا ہے لہذا بینکوں کے امور اور معاملات کا جائزہ بندگان الہی کی مصلحتوں اور ان کی شرعی ضرورتوں کے حوالہ سے لیا جائے گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مقاصد کی خاطر بیع سلم کو جائز قرار دیا ہے حالانکہ یہ غیر موجود چیز کی بیع یعنی ایک ایسی چیز کی بیع ہوتی ہے جو بائع کے پاس موجود ہی نہیں ہوتی ۔ اصل میں تو رسول اللہ ﷺ نے اس بیع سے منع فرمایا ہے لیکن علماء کا اجماع ہے کہ لوگوں کی ضرورت کی وجہ سے بیع سلم کو جائز قرار دیا گیا ہے ، اسی طرح بیع سلم اور اس طرح کی کئی مثالوں کی وجہ سے علماء نے نصوص شریعت کے مقابلہ میں لوگوں کی ان حاجتوں اور ضرورتوں کی وجہ سے کئی امور کو جائز قرار دیا ہے ، جن کی وجہ سے معیشت کے سلسلہ میں لوگوں کی مصلحتیں پوری ہی نہ ہوسکتی ہوں ۔''

اس کا جواب یہ ہے کہ بینکوں کے معاملات ان سودی معاملات سے قطعا مختلف نہیں ہیں جن کی حرمت نص سے ثابت ہے اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے نبی کریم حضرت محمد ﷺ کو تمام جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے اور آپؐ کو ایسے احکام دیئے جو آپؐ کے زمانہ سے لے کر قیامت تک آنے والے تمام جنوں اور انسانوں کے لئے ہیں لہذا واجب یہ ہے کہ جدید معاملات کو بھی وہی حکم دیا جائے گا جو قدیم معاملات کا حکم تھا جب کہ دونوں کے معنی ایک ہوں ، باقی رہا صورتوں اور الفاظ کا اختلاف تو اس کی کوئی قیمت نہیں کیونکہ اعتبار معانی اور مقاصد کا ہے اور سبھی جانتے ہیں کہ آج کل کے ان متاخرین کے بھی سودی معاملات سے وہی مقاصد ہیں جو اولین کے مقاصد تھے اگرچہ صورتیں متنوع اور الفاظ مختلف ہیں لہذا الفاظ اور صورتوں کے اختلاف کی وجہ سے قدیم وجدید سودی معاملات میں فرق کرنا باطل ہے کیونکہ ان سب صورتوں کے معانی و مقاصد ایک ہی ہیں ، جن لوگوں نے حنین کے دن یہ کہا کہ ''یا رسول اللہ! جیسے ان مشرکین کے لئے ذات انواط ہے ، آپؐ ہمارے لئے بھی ایک ذات انواط مقرر فرمادیجئے ؟ '' تو آپؐ نے ان لوگوں کی اس بات کو بنی اسرائیل کی اس بات کے مشابہ قرار دیا جو انہوں نے حضرت موسی علیہ السلام سے کہی کہ ''ہمارے لئے بھی کوئی ایسا معبود بنا دیجئے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں (1) تو اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے اختلاف

الفاظ کو کوئی اہمیت نہ دی کیونکہ معنی ایک ہی تھے ،اسی طرح اللہ تعالی نے نبی اسرائیل کو سزادی کہ انہوں نے جمعہ کے سن جال لگادیا تاکہ اس شکار کو حاصل کریں جسے ہفتہ کے دن شکار کرنا حرام قراردیا گیا تھا ،اس حیلہ کی وجہ سے انہیں معذور بھی نہ گردانا حالانکہ انہوں نے جال سے شکار اتوار کے روز کیا تھا کیونکہ وسیلہ اگرچہ مختلف تھا لیکن معنی ایک ہی تھا ،نصوص شرعیہ سے اس طرح کی ہمیں بہت سی مثالیں ملتی ہیں ، صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا ''تم ان امور کا ارتکاب نہ کرو ،جن کا ارتکاب یہودیوں نے کیا تھا کہ اللہ تعالی کی حرام کردہ اشیاء کو ادنی حیلوں کے ساتھ حلال سمجھنے لگ جاو۔''

اسے بیع سلم کے ساتھ تشبیہ دینا محض ایک مغالطہ اورایک ایسی چیز کا ذکر کرنا ہے جو بے فائدہ ہے کیونکہ بیع سلم کا جواز تو اس شریعت کاملہ کے محاسن میں سے ہے کہ اسے اللہ تعالی نے اپنے بندوں کی ضرورت کے پیش نظر جائزقراردیا ہے اوراسے ایسی شروط کے ساتھ مشروط کیا ہے جن کی وجہ سے یہ حرام معاملات کے دائرہ سے نکل جاتی ہے کہ یہ ایک ایسا عقد ذمہ ہے جسے ایسی صفات کے ساتھ موصوف قراردیا جاتا ہے جو اسے اس طرح نمایاں اور ممتاز کردیتی ہیں کہ اس میں جہالت اوردھوکے کا کوئی شائبہ نہیں رہتا کہ سودتومدت مقررہ کے بعد دیا جاتا ہے لیکن قیمت اسی مجلس میں فوراادا کردی جاتی ہے اوراس میں جو مصلحت کارفرما ہوتی ہے اس سے بائع اور مشتری دونوں مستفید ہوتے ہیں کہ بائع قیمت کے ساتھ اپنی فوری ضرورتوں کو پورا کرلیتا ہے اوریہ مشتری کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اس نے اس سودے کو کم قیمت پر خرید اہوتا ہے جیساکہ اکثر وبیشتر صورتوں میں ہوتا ہے تو بیع سلم میں کسی ضرر(نقصان) ۔غرر(دھوکے) ،جہالت اورسود کے بغیر بائع اور مشتری دونوں کو فائدہ ہوتا ہے ،جب کہ اس کے برعکس سودی معاملات اس معین اضافہ پر مشتمل ہوتے ہیں ،جسے شارع نے حرام قراردیا ہے جب کہ جنس کی جنس کے ساتھ نقدیا ادھار ہو اوراسے اکبر الکبائر میں سے قراردیا ہے ۔اس کو حرام قراردینے میں اللہ سبحانہ وتعالی کی حکمت بالغہ بھی ہے اوربندگان الہی کے لئے بھی اس میں عظیم اوراچھے نتائج ہیں کہ اس طرح وہ قرض درقرض سے محفوظ رہتے ہیں اورسود کے لالچ میں آکراپنے منفعت بخش منصوبوں اورمفید صنعتوں کو بھی معطل نہیں کرتے ۔

مقالہ نگارکا جویہ خیال ہے کہ بینک اوربینکوں کا یہ نظام انسانوں کی ان ضرورتوں میں سے ہے جن کے بغیر ان کا معاشی نظام مستحکم ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔الخ تو یہ ایک بے بنیاد خیال ہے جو صحیح نہیں ہے کیونکہ چودھویں صدی سے قبل اوربینکوں کے وجود میں آنے سے پہلے بھی اس نظام کے بغیر لوگوں کی مصلحتیں پوری ہوتی رہی ہیں اوراس دور میں ان کی ضرورتیں تشنہ تکمیل رہیں نہ ان کے منفعت بخش پروگرام ہی معطل ہوئے بلکہ خلل اورمصالح میں تعطل تو اس وقت رونما ہوا جب لوگوں نے ان حرام معاملات کو اختیار کیا اورمعاشرے نے اپنے فرض کو ادانہ کیا کہ لوگ اپنے بھائیوں کے ساتھ معاملہ میں ہمدردی وخیر خواہی اورامانت وسچائی کو اختیار کرتے اوران تمام معاملات سے اجتناب کرتے جو سود ،دھوکے ،خیانت اورملاوٹ پر مبنی ہیں ،چنانچہ دنیا کے حالات ہماری اس بات کی صداقت کی گواہی دے رہے ہیں ۔مصالح کو صرف اسی وقت پروان چڑھایا جاسکتا ہے اورمفید تعاون کی راہیں صرف اسی صورت میں ہموار ہوسکتی ہیں کہ ہم اس شاہراہ شریعت کو اختیار کریں جو صداقت وامانت پر مبنی اورکذب وخیانت اوران امور سے دورہے ،جنہیں اللہ تعالی نے معاملات کے سلسلہ میں اپنے بندوں پر حرام قراردیا ہے جیساکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنی کتاب مبین میں ارشادفرمایا ہے کہ :

وَتَعاوَنوا عَلَى البِرِّ وَالتَّقوىٰ وَلا تَعاوَنوا عَلَى الإِثمِ وَالعُدوٰنِ ... ۲ ... سورة المائدة

''(اوردیکھو) نیکی اورپرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرواور گناہ اور ظلم کی کاموں میں مدد نہ کیا کرو۔''

اورفرمایا :

إِنَّ اللَّهَ يَأمُرُكُم أَن تُؤَدُّوا الأَمـٰنـٰتِ إِلىٰ أَهلِها وَإِذا حَكَمتُم بَينَ النّاسِ أَن تَحكُموا بِالعَدلِ ... ۵۸ ... سورة النساء

''تحقیق اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کردیا کرواورجب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو توانصاف سے فیصلہ کرو۔''

مزیدفرمایا :

يـٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا لا تَخونُوا اللَّهَ وَالرَّسولَ وَتَخونوا أَمـٰنـٰتِكُم وَأَنتُم تَعلَمونَ ٢٧ ... سورة الانفال

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی امانت میں خیانت کرو نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو۔''

نیز فرمایا:

يـٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا إِذا تَدايَنتُم بِدَينٍ إِلىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكتُبوهُ وَليَكتُب بَينَكُم كاتِبٌ بِالعَدلِ وَلا يَأبَ كاتِبٌ أَن يَكتُبَ كَما عَلَّمَهُ اللَّهُ فَليَكتُب وَليُملِلِ الَّذى عَلَيهِ الحَقُّ وَليَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلا يَبخَس مِنهُ شَيـًٔا ٢٨٢ ... سورة البقرة

''مومنو! جب تم آپس میں کسی میعاد معین کے لئے قرض کا معاملہ کرنے لگو تو اس کو لکھ لیا کرو اور لکھنے والے کو چاہئے کہ (کسی کا نقصان نہ کرے بلکہ) تمہارا آپس کا معاملہ انصاف سے لکھے اور لکھنے سے انکار بھی نہ کرے، جس طرح اللہ تعالی نے اسے سکھایا ہے پس اسے بھی لکھ دینا چاہئے اور جس کے ذمہ حق ہو وہ (یعنی مقروض) لکھوائے اور اللہ تعالی سے ڈرے جو اس کا پروردگار ہے اور حق میں سے کچھ کم نہ کرے (یعنی اس کے ذمہ جو قرض ہے وہ پورا لکھوائے، کم نہ لکھوائے۔)

اور فرمایا:

يـٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقولوا قَولًا سَديدًا ٧٠ يُصلِح لَكُم أَعمـٰلَكُم وَيَغفِر لَكُم ذُنوبَكُم... ٧١ ... سورة الاحزاب

''مومنو! اللہ سے ڈرا کرو اور بات سیدھی کیا کرو، وہ تمہارے سب اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔''

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''دونوں بیع کرنے والوں کو اختیار حاصل ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں اگر وہ سچ بولیں اور سب کچھ بیان کر دیں تو ان کی بیع میں برکت ہوگی اور اگر وہ چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کی بیع کی برکت ختم کر دی جائے گی۔''

(متفق علیہ) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گندم گندم کے بدلے، جو جو کے بدلے کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے، برابر برابر اور دست بدست جو زیادہ دے یا زیادہ طلب کرے تو اس نے سودی معاملہ کیا اور اس معاملہ میں سود لینے والا اور دینے والا دونوں برابر ہیں۔'' (احمد، بخاری) اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''سود کھانے والا، کھلانے والا، لکھنے والا اور دونوں گواہ سب برابر ہیں۔'' (مسلم)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''سونا سونے کے بدلے سود ہے الا یہ کہ سودا برابر برابر ہو اور گندم کے بدلے گندم سود ہے مگر یہ کہ سودا برابر برابر ہو اور جو جو کے بدلے سود ہے الا یہ کہ سودا برابر برابر ہو اور کھجور کھجور کے بدلے سود ہے الا یہ کہ سودا برابر برابر ہو'' (متفق علیہ) نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ بھی ارشاد گرامی ہے کہ ''جو ہمیں دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔'' (مسلم) نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ''کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کون سے ہیں؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمائیے یا رسول اللہ! فرمایا ''اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' یہ ارشاد فرماتے وقت آپؐ تکیہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ ''خبردار آگاہ رہو کہ جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔'' (متفق علیہ) اس مضمون کی اور بھی بہت سی احادیث ہیں کسی بھی آدمی کے لئے یہ جائز نہیں کہ جس چیز کو اللہ تعالی نے نص کے ذریعے حرام قرار دیا ہے، کوئی شخص نص کے ذریعے حلال کئے ہوئے امر پر قیاس کرتے ہوئے اسے حلال قرار دے لہذا جو شخص اللہ تعالی کے حرام کردہ سود کو اس کے حلال کردہ بیع سلم پر قیاس کرتے ہوئے حلال قرار دے، وہ ایک عظیم منکر کا ارتکاب کرتا ہے، بغیر علم کے اللہ تعالی کی طرف ایک بات کو منسوب کرتا ہے اور وہ لوگوں کے لئے ایک بہت بڑی برائی اور ایک بہت بڑے شر و فساد کا دروازہ کھولتا ہے۔ قیاس کے قائل اہل علم کے نزدیک قیاس ان

فرعی مسائل میں ہوتا ہے۔ جن کے بارے میں کوئی نص موجود نہ ہواور ایسی شروط موجود ہوں جو فروع کو اصل کے ساتھ ملاتی ہوں جیسا کہ اپنے مقام پر اس مسئلہ کی تفصیل موجود ہے۔ اللہ تعالی نے اس بات کو بھی حرام قرار دیا ہے کہ بغیر علم کے اس کی طرف کسی بات کو منسوب کیا جائے، اس بات کو شرک سے بھی بڑا گناہ قرار دیا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی نے بیان فرمایا ہے کہ شیطان اس بات کی دعوت دیتا اور اس کا حکم دیتا ہے جیسا کہ وہ فحاشی ومنکرات کی طرف دعوت دیتا ہے ارشاد باری تعالی ہے :

قُل إِنَّما حَرَّمَ رَبِّىَ الفَوٰحِشَ ما ظَهَرَ مِنها وَما بَطَنَ وَالإِثمَ وَالبَغىَ بِغَيرِ الحَقِّ وَأَن تُشرِكوا بِاللَّهِ ما لَم يُنَزِّل بِهِ سُلطـٰنًا وَأَن تَقولوا عَلَى اللَّهِ ما لا تَعلَمونَ ٣٣ ... سورة الاعراف

''(اے پیغمبر!) کہہ دو کہ میرے رب نے تو بے حیائی کی باتوں کو ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کرنے کو، حرام کیا ہے اور اس کو بھی (حرام کیا ہے) کہ تم کسی کو اللہ کا شریک بناو جس کی اس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس کو بھی کہ اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں کچھ علم نہیں۔''

نیز فرمایا :

يـٰأَيُّهَا النّاسُ كُلوا مِمّا فِى الأَرضِ حَلـٰلًا طَيِّبًا وَلا تَتَّبِعوا خُطُوٰتِ الشَّيطـٰنِ إِنَّهُ لَكُم عَدُوٌّ مُبينٌ ١٦٨ إِنَّما يَأمُرُكُم بِالسّوءِ وَالفَحشاءِ وَأَن تَقولوا عَلَى اللَّهِ ما لا تَعلَمونَ ١٦٩ ... سورة البقرة

''لوگو! جو چیزیں زمین میں حلال طیب ہیں وہ کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، وہ تو تمہیں برائی اور بے حیائی ہی کے کام کرنے کا حکم دیتا ہے اور یہ بھی کہ اللہ کی نسبت ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں (کچھ بھی) علم نہیں۔''

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے حالات کی اصلاح فرمادے، انہیں دین کی سمجھ بوجھ عطا فرمائے، علماء کو توفیق بخشے کہ وہ ان امور کو بیان کریں جنہیں اللہ تعالیٰ نے احکام شریعت قرار دیتے ہوئے مسلمانوں پر واجب ٹھہرایا ہے نیز علماء، دین کی دعوت دیں، دین کے مخالف امور سے عوام الناس کو آگاہ کریں، اور اللہ تعالیٰ انہیں اپنے نفسوں کے شر اور باطل کے علمبر داروں کے شر سے محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ اس مقالہ نگار ابراہیم کو بھی توفیق بخشے کہ وہ حق کی طرف رجوع کرے، اس سے جو کچھ صادر ہوا اس سے توبہ کرے اور اپنی اس توبہ کا کھلم کھلا اعلان کرے تاکہ اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ کو قبول فرمالے۔

وَتوبوا إِلَى اللَّهِ جَميعًا أَيُّهَ المُؤمِنونَ لَعَلَّكُم تُفلِحونَ ٣١ ... سورة النور

''اور مومنو! سب اللہ کے آگے توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ۔''

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے :

إِنَّ الَّذينَ يَكتُمونَ ما أَنزَلنا مِنَ البَيِّنـٰتِ وَالهُدىٰ مِن بَعدِ ما بَيَّنّـٰهُ لِلنّاسِ فِى الكِتـٰبِ أُولـٰئِكَ يَلعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلعَنُهُمُ اللّـٰعِنونَ ١٥٩ إِلَّا الَّذينَ تابوا وَأَصلَحوا وَبَيَّنوا فَأُولـٰئِكَ أَتوبُ عَلَيهِم وَأَنَا التَّوّابُ الرَّحيمُ ١٦٠ ... سورة البقرة

''جو لوگ ہمارے حکموں اور ہدایتوں کو جو ہم نے نازل کی ہیں (کسی غرض فاسد سے) چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم نے (وہ حکم اور ہدایتیں) ان لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اپنی کتاب میں کھول کھول کر بیان کردی ہیں ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں، ہاں جو توبہ کرتے ہیں، اپنی حالت درست کرلیتے اور (احکام الٰہی کو) صاف کھول کھول کر (واضح) بیان کردیتے ہیں تو میں ان کے قصور معاف کردیتا ہوں اور میں بڑا معاف کرنے والا (اور) رحم کرنے والا ہوں۔''

اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈاکٹر ابراہیم نے جو کچھ کہا ہے اس کے بارے میں اس سے زیادہ لکھا جا سکتا ہے، جو میں نے لکھا ہے تاہم امید ہے کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے یہ ایک طالب حق کے لئے کافی ہے۔

(1) یہ حضرت ابوواقدلیثی رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ ہم جنگ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام حنین کی طرف جارہے تھے اورہمارازمانہ کفر ابھی نیا نیا گزراتھا، راستے میں ایک جگہ بیری کا درخت آیا جس کو ذات ابواط کہا جاتا تھا، مشرکین اس درخت کے پاس بیٹھنا باعث برکت خیال کرتے تھے اوراپنے ہتھیار بھی برکت کےلئے اس درخت پرلٹکایا کرتےتھے حضرت ابوواقدلیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چلتے چلتے ہم ایک بیری کے درخت کے پاس سے گزرے توہم نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیاکہ جیسے ان مشرکین کےلئے ذات انواط ہے ، آپؐ ہمارےلئے بھی ایک ذات انواط مقرر فرمادیجئے، رسول اللہ ﷺ نے اللہ اکبر کہا اورفرمایاتم بالکل وہی بات کہہ رہے ہوجوبنی اسرائیل نے حضرت موسی علیہ السلام سے کہی تھی کہ اے موسی ''ہمارےلئے بھی کوئی ایسا معبود بنا دے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں تو موسی علیہ السلام جواب دیاکہ تم لوگ بڑی نادانی کی باتیں کرتے ہواورپھر آپ ﷺ نے فرمایاکہ تم بھی اگلی امتوں کے طریقوں پر چلوگے ۔ امام ترمذی نے اس حدیث کوروایت کیااوراسے صحیح قراردیا ہے ، علاوہ ازیں اسے امام احمد، ابویعلی، ابن ابی شیبہ ، نسائی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اورکئی محدثین کرام رحمھم اللہ نے بھی روایت کیا ہے ۔ (مترجم)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مقالات وفتاویٰ

ص302

محدث فتویٰ